رسالة

منع الطلبة

عن اخذ الاجرة على تلاوة الكتاب للبركة

برکت کیلئے قرآن خوانی اور اس پر اجرت لینا نیز مسئلہ ھذا میں پائے جانے والے بعض تعارضات کا دفیعہ

(۱۵۴) برکت کیلئے قرآن خوانی اور اس پر اجرت کا حکم

سؤال

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ برکت کیلئے قرآن خوانی کرنا اور اس پر اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟ نجم الفتاویٰ (۱/ ۲۲۶) پر لکھا ہوا ہے "نیز قراءت قرآن پر کسی بھی صورت میں اجرت لینا ناجائز ہے" حالانکہ فاروقیہ اور بنوری ٹاؤن والوں نے برکت کیلئے قرآن خوانی کرنا اور اس پر اجرت لینا جائز قرار دیا ہے اور خود علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے "و اما اخذ الاجرة على ختم القرآن وصحيح البخاري لامر من امور الدنيا فذلك جائز واما لامر الآخرة من ايصال الثواب الى الميت وغيره فكلا ثم كلا الخ." معارف السنن (۲/ ۲۴۳)"

اب دوبارہ گزارش ہے کہ اس بارے میں ہمارے تردد کو دور فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

الجواب بعون الملک الوھاب

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ سے متعلق قرآن وحدیث کے نصوص اور متقدمین فقہاء حنفیہ کی تصریحات ذکر کردی جائیں اس کے بعد مسئلے کی تنقیح کی جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

"وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيَاتِيْ ثَمَناً قَلِيْلاً" (البقرۃ: ۴۱)

نیز آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبارک ارشاد ہے:

١۔عَنۡ عِمۡرَانَ بۡنِ حصيۡنٍ أَنَّه مَرَّ عَلٰى قَارِءٍ يَقۡرَأُ ثُمَّ سَأَلَ فَاسۡتَرۡجَعَ ثُمَّ قَالَ سَمِعۡتُ رَسُولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- يَقُوۡلُ مَنۡ قَرَأَ الۡقُرۡآنَ فَلۡيَسۡأَلِ اللهَ بِه فَإِنَّه سَيَجِيءُ أَقۡوَامٌ يَقۡرَءُوۡنَ الۡقُرۡآنَ يَسۡأَلُوۡنَ بِهِ النَّاسَ۔ (سنن الترمذی ۱۱۹/۲، ابواب فضائل القرآن)

٢۔عَنۡ زَاذَانَ، قَالَ: مَنۡ قَرَأَ الۡقُرۡآنَ لِيَتَأَكَّلَ بِهِ النَّاسَ لَقِيَ اللهَ وَلَيۡسَ عَلٰى وَجۡهِه مُزۡعَةُ لَحۡمٍ.
(الكتاب المصنف ۱۲۵/۶، باب من كره ان يتاكل بالقرآن)

٣۔عَنِ الۡحَسَنِ، قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: اقۡرَؤُوا الۡقُرۡآنَ وَسَلُوا اللهَ بِه قَبۡلَ أَنۡ يَقۡرَأَه قَوۡمٌ يَسۡأَلُونَ النَّاسَ بِه.
(الكتاب المصنف ۱۲۵/۶)

٤۔ عَنۡ عَبۡدِ الرَّحۡمٰنِ بۡنِ شِبۡلٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " اقۡرَؤُوا الۡقُرۡآنَ، وَلَا تَغۡلُوۡا فِيۡهِ، وَلَا تَجۡفُوۡا عَنۡهُ، وَلَا تَأۡكُلُوۡا بِه، وَلَا تَسۡتَكۡثِرُوۡا بِه." (مسند احمد ۴۲۸/۳)

٥۔"والدليل على انه لا يجوز الاستيجار على تعليم القرآن حديث عبدالرحمن بن شبل الانصاری ان النبی ﷺ قال اقرؤا القرآن ولا تاكلوا به وقال النبی ﷺ لمدرس العلم اياك والخبز الرقاق والشرط على كتاب الله تعالىٰ ولما اقرأ ابی بن كعب رجلا سورة من القرآن اعطاه على ذلك قوسا فقال رسول الله ﷺ اتحب ان يقوسك الله بقوس من نار فقال لا قال رد عليه قوسه ولان من يعلم غيره القرآن فهو خليفة رسول الله ﷺ فيما يعمل فانه بعث معلما وهو ما كان يطمع فی اجر على التعليم فكذلك من يخلفه۔" (مبسوط ۳۷/۱۶)

یہ اوراس جیسے صریح نصوص اس پر دال ہیں کہ قرآن کریم اور طاعات پر اجرت لینا اور اسے مکسب (کمائی کا ذریعہ) بنانا جائز نہیں۔اسی بناء پر متقدمین حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ طاعات پر اجرت لینا جائز نہیں۔

"ولا يجوز اخذ اجرة عسب التيس.....ولا الاستيجار على الاذان والحج وكذا الامامة وتعليم القرآن والفقه والاصل ان كل طاعة يختص بها المسلم لا يجوز الاستيجار عليه عندنا۔"(هدايه ۳۰۵/۳)

"فان المقتدمين طردوا المنع مطلقا والمتاخرون اجازوه واما اجازوه للضرورة كما صرحوا به...... "(شفاء العليل ص ۱۹۰)

"فقد اتفقت النقول عن ائمتنا الثلثة ابی حنيفة وابی يوسف ومحمد ان الاستيجار على الطاعات باطل" (شرح العقود ص ۶)

مذکورہ بالا عبارات سے واضح ہے کہ متقدمین کا مذہب طاعات پر اجرت سے منع کا ہے اور اس میں کوئی تخصیص نہیں طاعات کو

مکسب بنانا عند الحنفیہ جائز نہیں اور یہ علت (مکسب بنا کر اجرت لینے کا عدم جواز) ان ذکر کردہ نصوص کی بناء پر ہی ہے۔ جیسا کہ علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"والدلیل علی انہ لا یجوز الاستیجار علی تعلیم القرآن حدیث عبدالرحمن بن شبل الانصاری ان النبی ﷺ قال اقرؤا القرآن ولا تأکلوا بہ وقال ﷺ لمدرس العلم ایاك والخبز الرقاق...... الخ" (مبسوط ۳۷/۱۶)

نیز علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"(قولہ: ولا لا جل الطاعات) الاصل ان کل طاعۃ یختص بہا المسلم لایجوز الاستیجار علیہا عندنا لقولہ اقرؤا القرآن ولا تأکلوا بہ" (شامیہ ۵۵/۶)

ان حوالہ جات کی بناء پر متقدمین کا مذہب اور مذہب کا اصل مدار واضح ہوتا ہے اور وہ یہ کہ قرآن کریم اور دیگر طاعات کو کمائی کا ذریعہ نہ بنایا جائے بلکہ اخلاص سے بغیر اجرت کے پڑھا اور پڑھایا جائے یہی احادیث کے نصوص سے بھی واضح ہے۔ ہم نے جو نصوص ذکر کئے اور علت یعنی طاعات کو مکسب نہ بنانا یہ سب عام ہیں ان میں دینی، دنیاوی، ثواب، برکت، رقیہ وغیرہ کسی قسم کا فرق نہیں۔ فقط تلاوتِ قرآن کریم مجردہ اور طاعات وغیرہ پر اجرت کو صراحۃً حرام قرار دیا جارہا ہے تا کہ قرآن پاک اور جمیع طاعات سبب کسب بن کر نہ رہ جائیں اور ان کی تعلیم یا تلاوت وقراءت چند روپوں کے عوض نہ کی جائے۔ متقدمین حنفیہ کا مذہب اس سلسلے میں اتنا واضح ہے کہ کسی تفصیل وتشریح کا محتاج نہیں لیکن بعض حضرات کو مسئلہ میں اشتباہ واقع ہوا ہے لہٰذا اس کی توضیح ضروری تھی۔

یہاں یہ بات تو واضح رہے کہ طاعات مثلاً حج، روزہ وغیرہ کیلئے اجرت لینا تو قطعاً جائز نہیں اور نہ ضرورت ہے۔ مسئلہ قرآن پاک اور اس سے متعلق چیزوں پر اجرت لینے کا ہے اس میں تعلیم قرآن وغیرہ امور آتے ہیں۔ متاخرین حنفیہ نے ضرورت کی بناء پر اس عمومی حکم سے بعض صورتوں کا استثناء کیا ہے ضرورت سے مراد ضیاعِ دین کا اندیشہ ہے یعنی اگر ان صورتوں میں اجرت کو جائز نہ قرار دیا گیا تو دین کا ضیاع لازم آسکتا ہے جن میں تعلیم قرآن، اذان، اقامت اور وعظ وغیرہ شامل ہیں یعنی ہر وہ امر جو دین کی بقاء کیلئے ضروری ہو لیکن اس پر اجرت نہ ملنے کی بناء پر لوگ اس عمل سے اعراض کر رہے ہوں تو اس پر ضرورۃً اجرت کو جائز قرار دیا جائے گا اور ظاہر ہے تعلیم قرآن، اذان اور وعظ وغیرہ ایسے امور ہیں اگر ان پر اجرت نہ ملے تو لوگ ان کی طرف رغبت نہ کریں گے کیونکہ ان میں اپنے وقت کو وقف کر کے ان کے معاش کا مسئلہ ہوگا متقدمین کے زمانے میں تو عطیات اور روزینے ملتے تھے لیکن متاخرین کے زمانے میں ایسا نہیں تھا لہٰذا متاخرین نے ان امور پر اجرت کا جواز نقل کیا ہے تا کہ ان اہم امور کا انقطاع ضیاع دین کا سبب نہ بنے۔

"تحریر مہم فی عدم جواز الاستئجار علی التلاوۃ والتہلیل ونحوہ مما لا ضرورۃ إلیہ قولہ (ویفتی الیوم بصحتہا لتعلیم القرآن الخ) قال فی الہدایۃ وبعض مشایخنا رحمہم اللہ تعالی استحسنوا الاستئجار علی تعلیم القرآن الیوم لظہور التوانی فی الأمور الدینیۃ ففی

الامتناع تضييع حفظ القرآن وعليه الفتوى الخ وقد اقتصر على استثناء تعليم القرآن أيضا فی متن الكنز و مواهب الرحمن و كثير من الكتب وزاد فی مختصر الوقاية و متن الإصلاح تعليم الفقه وزاد فی متن المجمع الإمامة ومثله فی متن الملتقى و درر البحار وزاد بعضهم الأذان والإقامة والوعظ وذكر المصنف معظمها ولكن الذى فی أكثر الكتب الاقتصار على ما فی الهداية فهذا مجموع ما أفتى به المتأخرون من مشايخنا وهم البلخيون على خلاف فی بعضه مخالفين لما ذهب إليه الإمام وصاحباه وقد اتفقت كلمتهم جميعا فی الشروح والفتاوى على التعليل بالضرورة وهی خشية ضياع القرآن كما فی الهداية"۔(ردالمحتار ۵۵/۶)

"(قوله: ويفتى اليوم بصحتها) ای فی هذا الزمان لظهور التوانی فی الامور الدينية و هذا مذهب المتأخرين من مشائخ بلخ استحسنوا ذلك وقالوا بنی اصحابنا المتقدمون الجواب على ماشاهد وامن قلة الحفاظ ورغبة الناس فيهم وكان لهم عطيات ...... واما اليوم فذهب ذلك كله واشتغل الحفاظ بمعاشهم وقل من يعمل حسبة ولا يتفرغون له ايضا فان حاجتهم تمنعهم من ذلك فلولم يفتح لهم باب التعليم بالاجر لذهب القرآن فافتوا بجوازه لذلك ورأوه حسنا وقالوا الاحكام تختلف باختلاف الزمان وهذا ظاهر فی تعليم القرآن قال السمرقندی وخصه بالذكر للاشارة الى انه لا يجوز لسائر الطاعات المذكورة"

(حاشية الطحطاوی ۳۰/۴)

ان حوالہ جات سے واضح ہوگیا کہ متقدمین حنفیہ کا مذہب تو مطلقاً تعلیم قرآن پر اجرت کے عدم جواز کا تھا متاخرین نے ضیاعِ دین کے اندیشہ کی بناء پر بعض ضروری امور میں اجرت کو جائز قرار دیا اور جہاں ضرورت نہ ہو وہ صورتیں اپنی اصل کے مطابق ناجائز رہیں گی۔ یہاں یہ واضح کردینا ضروری ہے کہ متقدمین کے مذہب کی علت ایصالِ ثواب نہیں یا دینی اور دنیاوی اغراض کا فرق اصل مذہب میں موجود نہیں بلکہ متقدمین کے مذہب کا مدار قرآنِ کریم کو مکسب نہ بنانے پر ہے چاہے ثواب ملے یا نہیں برکت ہو یا نہیں یہ سب محتمل اشیاء ہیں اور بعض حضرات نے ایصالِ ثواب کی قرآن خوانی کے ناجائز ہونے پر تائیداً یہ بھی ذکر کردیا کہ جب اجرت لے کر پڑھنے والے کو خود ثواب نہ ملے گا تو وہ ایصالِ ثواب کیا کرے گا۔ بعض فقہاء کی اس بات کو لے کر یہ کہہ دینا کہ ثواب اور اخروی امور میں تو قرآن کریم پر اجرت لینا جائز نہیں لیکن دنیاوی امور مثلاً برکت کیلئے قرآن خوانی پر اجرت لینا جائز ہو یہ محلِ نظر معلوم ہوتا ہے بلکہ فقہاء متقدمین کے مذہب کو اگر غور سے دیکھا جائے تو وہ مطلقاً قرآنِ کریم کی تلاوتِ مجردہ اور تعلیم اور طاعات پر اجرت کی حرمت کا ہے صراحۃً فقہاء تلاوتِ مجردہ پر اجرت کو حرام قرار دیتے ہیں پھر تلاوت للایصال اور تلاوت للامور الدنیاویۃ میں اجرت میں فرق کرنا محلِ نظر معلوم ہوتا ہے۔

فان المتقدمین طردوا المنع مطلقا والمتاخرون انما اجاز واما اجازو للضرورة کما صرحوا به والضرورة تتقدر بقدرها ولا ضرورة للاستیجار علی مجرد التلاوة فلا یجوز کما لا یجوز اکل المیتة فی غیر حال الضرورة" (شفاء العلیل ص ۱۹۰)

وقد اتفقت کلمتهم جمیعا علی التصریح بأصل المذهب من عدم الجواز ثم استثنوا بعده ما علمته فهذا دلیل قاطع وبرهان ساطع علی أن المفتی به لیس هو جواز الاستئجار علی کل طاعة بل علی ما ذکروه فقط مما فیه ضرورة ظاهرة تبیح الخروج عن أصل المذهب من طرد المنع۔ (ردالمحتار ۶/ ۵۵)

مسئلہ زیر بحث یعنی برکت کیلئے کی گئی قرآن خوانی میں ایسی کوئی ضرورت نہیں کہ اس کے نہ کرنے سے دین کا ضیاع ہوجائے لہٰذا یہ اصل مذہب کے اعتبار سے ناجائز رہے گی بلکہ اس کو جائز قرار دینے میں دین کا ضیاع ہے کیونکہ قرآن کریم یہاں مکسب اور کمائی کا ذریعہ بن جائے گا جو کہ احادیث اور مذہب متقدمین سے متصادم ہے۔ چنانچہ علامہ ابن عابدینؒ نہایت عمدہ انداز میں اس بات کو بیان فرماتے ہیں:

"وقد اطبقت المتون والشروح والفتاوی علی نقلهم بطلان الاستیجار علی الطاعات الافیما ذکر وعللوا ذلك بالضرورة وهی خوف ضیاع الدین وصرحوا بذلك التعلیل فکیف یصح ان یقال ان مذهب المتاخرین صحة الاستیجار علی التلاوة المجردة مع عدم الضرورة المذکورة فانه لو مضی الدهر ولم یستاجر احد احدا علی ذلك لم یحصل به ضرر بل الضرر فی الاستیجار علیه حیث صار القرآن مکسبا وحرفة یتجر بها وصار القاری منهم لا یقرأ شیئا لوجه الله تعالیٰ خالصا بل لا یقرأ الا للأجرة" (شرح عقود رسم المفتی ص۶)

نیز رقیہ پر اجرت کے جواز سے بھی اس پر استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ رقیہ میں اجرت کا جواز صریح حدیث سے ثابت ہوتا ہے یعنی قرآن پاک کے ذریعے دم اور تعویذ کر کے اجرت لینا جائز معلوم ہوتا ہے۔

باب الشرط فی الرقیة بقطیع من الغنم (بخاری ۲/ ۸۵۴)

عن ابن عباس: أن نفرا من أصحاب النبی صلی الله علیه وسلم مروا بماء، فیهم لدیغ أو سلیم، فعرض لهم رجل من أهل الماء، فقال: هل فیکم من راق، إن فی الماء رجلا لدیغا أو سلیما، فانطلق رجل منهم، فقرأ بفاتحة الکتاب علی شاء، فبرأ، فجاء بالشاء إلی أصحابه، فکرهوا ذلك وقالوا: أخذت علی کتاب الله أجرا، حتی قدموا المدینة، فقالوا: یا رسول الله، أخذ علی کتاب الله أجرا، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إن أحق ما أخذتم علیه أجرا کتاب الله۔

اس حدیث سے بظاہر کتاب اللہ کے ذریعے رقیہ پر اجرت لینے کا مطلقاً جواز معلوم ہوتا ہے لیکن اس حدیث کے مختلف جوابات ہیں ایک جواب تو الزامی ہے کہ اس حدیث کا تعلیم قرآن پر اجرت وغیرہ مسئلے سے تعلق ہی نہیں بلکہ یہ عمل بطور ضیافت تھا اور اس زمانے میں اگر مہمان ضیافت نہ کرے تو اس سے جبراً مال لینا بھی جائز تھا لہٰذا یہ بکریاں تو بطور ضیافت تھیں اور اس حدیث کے دو جواب اور ہیں ایک یہ کہ رقیہ علاج ہے تعلیم و تعلم اور قراءتِ محضہ نہیں اور علاج پر اجرت لینا جائز ہے دوسرا جواب یہ کہ قیاس کا تقاضہ تو رقیہ میں بھی ناجائز ہونا ہے لیکن فقہاء نے رقیہ کو خلافِ قیاس اس نص کی بنیاد پر جائز قرار دیا ہے۔

"وخالف الحنفیة فمنعوہ فی التعلیم واجازوہ فی الرقی کالدواء قالوا لأن تعلیم القرآن عبادة والاجر فیه علی الله وھو القیاس فی الرقی الا انھم اجازوہ فیھا بھذا الخبر" (فتح الباری ۳۵۸/۴)

معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن بغرضِ رقیہ میں بھی اصل قیاس یہی تھا کہ اس پر اجرت ناجائز ہو لیکن خلافِ قیاس اس نص کی بنیاد پر رقیہ میں اجرت کو جائز قرار دیا گیا اور جو حکم خلافِ قیاس نص سے ثابت ہو وہ اپنے مورد پر خاص رہتا ہے تلاوت قرآن پر اجرت کی دیگر صورتوں کو اس پر قیاس کرنا درست نہیں یہ بالکل واضح بات ہے۔ رقیہ والی حدیث کا ایک الزامی جواب اور بھی ہے کہ اگر اس سے استدلال کر کے جواز ثابت کرنا ہی ہے تو مطلقاً ہر قرآن خوانی اور قرآن پاک پر ہر اجرت کو جائز قرار دیا جائے کیونکہ اس حدیث کے الفاظ تو مطلق ہیں:

"فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إن أحق ما أخذتم علیه أجرا کتاب الله۔"

''آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "سب سے زیادہ حقدار ان چیزوں میں جن پر تم اجرت لیتے ہو قرآن پاک ہے۔"

لہٰذا ایصال ثواب ہو یا برکت ہر قسم کی تلاوتِ قرآن پر اجرت کا جواز اس حدیث سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے اور متقدمین کا مذہب نیز دیگر احادیث بالکلیہ ترک کر کے اس حدیث پر عمل کر لیا جائے جیسا کہ بعض لوگوں نے تمام صورتوں کو ہی جائز قرار دید یا اور اصل مذہب کو بالکلیہ ترک کر دیا لیکن بندہ عرض کرتا ہے کہ یہ حدیث رقیہ کے ساتھ خاص ہے اس سے مطلقاً استدلال کرنا درست معلوم نہیں ہوتا۔ متقدمین فقہاء حنفیہ نے دیگر احادیث کے صریح نصوص کی بنا پر تلاوتِ قرآن اور طاعات پر اجرت لینے کے حرام ہونے کا قول کیا ہے البتہ رقیہ اس نص کی بنیاد پر مستثنیٰ ہے اور دیگر بعض ضروری امور ضیاع دین کے اندیشے کی بنا پر مستثنیٰ کیے گئے ہیں۔ تلاوتِ مجردہ بغرض قرآن خوانی چاہے ایصال ثواب مقصد ہو یا حصولِ برکت ناجائز ہیں اور ہر وہ صورت جس میں طاعات پر اجرت لی جائے اور فقہاء نے بنا برضرورت (ضیاعِ دین) کے اسے مستثنیٰ نہ کیا ہو وہ اجرت ناجائز اور حرام ہوگی قرآن کریم اور طاعات کو مکسب اور معاش بنانا جائز نہیں۔ یہ مسئلہ واضح اور اس کے دلائل مبرھن ہیں۔ جن حضرات نے مطلقاً قرآن خوانی پر اجرت کو جائز قرار دیا ہے انہوں نے مذہبِ حنفی کو اس مسئلے میں ترک کر دیا ہے اور جنہوں نے برکت اور دنیوی امور پر اجرت لینا جائز قرار دیا ہے وہ بظاہر ان حضرات کا تفرد معلوم ہوتا ہے۔